باب پنجم

حُسنِ معاملات و معاشرت

1۔ قَسَم کے احکام و مسائل

حاصلاتِ تعلُّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- قسم کے معنیٰ و مفہوم اور اس کی صورتیں جان سکیں۔
- قسم اور حلف میں فرق جان سکیں۔
- قسم کی انفرادی اور اجتماعی اہمیت سمجھ سکیں۔
- قرآن و سنّت کی روشنی میں قسم کے احکام اور مسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- قسم کے انفرادی اور اجتماعی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرّہ معاملات میں قسم کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کو پورا کرنے کی کوشش کر سکیں۔
- جھوٹی قسم کھانے سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔
- قسم کی حساسیت سمجھتے ہوئے روزمرہ زندگی میں غیر ضروری قسموں سے اجتناب کر سکیں اور حلف کی پاسداری کر سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

قسم کو قرآن و حدیث میں یمین کہا جاتا ہے، یمین کی جمع اَیمان ہے۔ اصطلاحی مفہوم میں کسی مسلمان کا اللہ تعالیٰ کا نام لے کر پختہ عزم کرنا اور دوسرے شخص کو یقین دہانی کروانا یمین کہلاتا ہے۔

قسم کے لیے یمین اور حلف کے الفاظ بھی استعمال ہوتے ہیں۔ قسموں کی حفاظت سے مراد یہ ہے کہ اوّلاً قسم اٹھائی ہی نہ جائے، کیوں کہ مسلمان کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ وہ جھوٹ نہیں بولتا، بلکہ ہمیشہ سچ بولتا ہے، سچ بولنے والے کا معاشرتی سطح پر سچائی کا ایک اعلیٰ معیار قائم ہو جاتا ہے اور عوام الناس اس کی زبان پر یقین کر لیتے ہیں، لیکن اگر بات بات پر قسم اٹھانے کا رواج عام ہو جائے تو لوگوں کے وقت کے ضیاع کا سبب بنے گا، ایک دوسرے سے اعتبار اٹھے گا اور بداعتمادی کی فضا قائم ہوگی جو حسنِ معاملات و معاشرت کے ہی خلاف ہے۔ قرآن مجید میں قسم کے احکام یوں بیان ہوئے ہیں:

ترجمہ: اللہ تمھاری لایعنی (بے مقصد) قسموں پر مواخذہ نہیں کرے گا لیکن وہ تمھارا اُن (قسموں) پر مواخذہ کرے گا جو تم نے پختہ ارادے سے کھائی ہیں تو اُس کا کفارہ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے، اُس اوسط درجے کا جو تم اپنے گھر والوں کو کھلاتے ہو یا اُنھیں لباس پہنانا یا ایک غلام کو آزاد کرنا ہے پھر جو یہ نہ پائے تو تین دن کے روزے (رکھے) یہ تمھاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم قسم کھاؤ (اور اسے توڑ دو)

اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو، اِسی طرح اللہ اپنی آیات تمھارے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے تاکہ تم شکر ادا کرو۔ (المائدہ:89)

قسم کے حوالے سے دوسری اہم بات یہ ہے کہ قسم صرف اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ ہی ہو۔ اس کے علاوہ والدین اور نبی کریم خاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ یا دوسری کسی بھی معتبر یا مقدس چیز کی قسم کا شریعت میں کوئی تصوّر نہیں ہے۔

نبی کریم خاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے:

بلاشبہ اللہ تمھیں اپنے آباواجداد کی قسم اٹھانے سے منع فرماتا ہے۔ (صحیح مسلم:4254)

صحابہ کرام رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْھُمْ حضورِ اکرم خاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کے اس ارشاد کے بعد کبھی بھی اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کی بھی قسم نہیں اٹھاتے تھے، کیوں کہ ایک دوسری جگہ پر آپ خاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی چیز کی قسم اٹھائی گویا اس نے شرک کیا۔ (جامع ترمذی:1535)

قسم کے حوالے سے تیسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جائز کام سے رکنے کی قسم اٹھالے کہ میں اس کام کو نہیں کروں گا اور اس قسم کو توڑنے میں خیر ہو تو قسم توڑ دی جائے اور قسم کا کفارہ ادا کر دیا جائے۔ نبی کریم خاتَمُ النَّبِيّٖن صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی کام پر قسم اٹھائی لیکن وہ سمجھتا ہے کہ خیر اور بھلائی اس کی مخالف سمت میں ہے تو وہ خیر والی صورت اختیار کرے اور اپنی قسم کا کفّارہ ادا کرے۔ (صحیح مسلم:4263)

مثلاً اگر کوئی شخص اللہ تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہے کہ میں اپنے فلاں دوست یا ماں باپ یا استاد سے بات نہیں کروں گا تو اس کو چاہیے کہ قسم توڑ دے اور کفّارہ ادا کرے۔

قسم کا کفّارہ یہ ہے کہ چاہے تو دس مساکین کو کھانا کھلا دے، چاہے تو دس مساکین کو لباس پہنا دے، ایسا غلام یا لونڈی آزاد کرے جو ہر قسم کے عیب سے پاک ہو، اگر اسے ان تین اشیا میں سے کسی کی طاقت نہ ہو تو تین روزے رکھے۔ قسم کے حوالے سے چوتھی بات یہ ہے کہ جس قسم کا کفارہ ادا کرنا ہے، وہ مستقبل میں کسی کام کے حوالے سے قسم اٹھانا ہے، اس کو یمین منعقدہ کہتے ہیں۔ ماضی کے کسی واقعے پر جھوٹی قسم اٹھانا یمین غموس کہلاتا ہے، اس قسم پر کفارہ نہیں ہوتا، لیکن اسلام نے اس قسم کو ناپسند کیا ہے، یہ گناہ کبیرہ ہے۔ روزمرّہ کی گفتگو میں اپنے گمان کے مطابق صحیح قسم اٹھانا لیکن واقعہ کا اس طرح نہ ہونا یمین لغو کہلاتا ہے۔ اس طرح کی قسم سے اللہ ربّ العزت نے درگزر فرمایا ہے۔

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ اور انسانیت کو دھوکا دینا ہے اور جھوٹی قسم اٹھانے والے کی طرف اللہ تعالیٰ بروز قیامت نظرِ رحمت ہی نہیں فرمائے گا۔ جھوٹی قسم یا حلف، انفرادی اور اجتماعی بربادی کا سبب بنتے ہیں۔ ہمیں ان سے بچنے کی دعا اور عملی طور پر کوشش بھی کرنی چاہیے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) یمین کا معنیٰ ہے:

(الف) قسم (ب) مشورہ (ج) معاونت (د) ارادہ

(ii) کس قسم پر کفّارہ ہے؟

(الف) یمینِ منعقدہ (ب) یمینِ غموس (ج) یمینِ لغو (د) یمینِ فضول

(iii) پختہ ارادے سے کھائی جانے والی قسم کے کفارے کی ایک صورت ہے:

(الف) پانچ مسکینوں کو کھانا کھلانا (ب) چھے مسکینوں کو کھانا کھلانا

(ج) آٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا (د) دس مسکینوں کو کھانا کھلانا

(iv) قسم توڑنے پر روزے لازم ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(v) کس قسم سے منع کیا گیا ہے؟

(الف) آباؤ اجداد کی (ب) اللہ تعالیٰ کی (ج) اللہ کی صفات کی (د) اللہ کے اسما کی

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) قسم کا معنیٰ و مفہوم لکھیں۔

(ii) قسم کی اقسام لکھیں۔

(iii) قسموں کی حفاظت سے کیا مراد ہے؟

(iv) قسم توڑنے کا کفّارہ تحریر کریں۔

(v) جھوٹی قسم کے نقصانات تحریر کریں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں قسم کے احکام و مسائل بیان کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- قسم سے متعلق احکام و مسائل پر گفت گو کریں۔
- طلبہ اپنا نمائندہ (مانیٹر) منتخب کر کے اس کی حلف برداری کی تقریب منعقد کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- قسم کی مختلف اقسام اور ان کے احکام پر مشتمل چارٹ بنوا کر کمرا جماعت میں آویزاں کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

(2) گواہی کے اَحکام ومسائل

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- گواہی کے معنیٰ اور مفہوم کو جان سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کی فرضیت اور اہمیت کو سمجھ سکیں۔
- جھوٹی گواہی دینے اور گواہی کو چھپانے کی وعید جان سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں گواہی کے احکام ومسائل سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- سچی اور جھوٹی گواہی کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- روزمرّہ معاملات میں گواہی کی اہمیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بوقتِ ضرورت سچی گواہی دینے والے بن سکیں۔
- جھوٹی گواہی کی وعید کو سمجھتے ہوئے اس سے بچ سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

گواہی کے لیے قرآن وسنّت میں ''شہادت'' کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ شہادت کا مطلب کسی چیز یا معاملہ کو اپنے علم کے مطابق ذمّہ داری کا ثبوت دیتے ہوئے واضح کرنا ہے، تاکہ حق دار کو اس کا حق مل سکے۔

گواہی میں دو باتوں کا دھیان رکھنا انتہائی ضروری ہے۔

- کسی وقوعہ کا بغور مشاہدہ کر کے اس کو دل ودماغ میں بٹھانا
- معاملے کو قاضی اور جج کے سامنے پوری طرح دیانت داری سے پیش کرنا

گواہی دینے والے کو 'گواہ' کہتے ہیں، معاملات کی نوعیت کے پیشِ نظر گواہی کا حکم بھی بدلتا رہتا ہے۔ جب گواہی دینے والا کوئی اور نہ ہو اور معاملہ دو گواہوں کو معلوم ہو تو اس وقت گواہی دینا فرض ہو جاتا ہے اور جب گواہ کو گواہی دینے کے لیے بلایا جاتا ہے تو گواہی چھپانا جائز نہیں ہوتا۔ جب بہت سارے لوگ معاملے اور پیش آمدہ واقعے سے باخبر ہوں تو گواہی فرض نہیں رہتی، بلکہ مستحب کے درجے میں آ جاتی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ اِذَا مَا دُعُوْا (سُوْرَةُ الْبَقَرة: 282)

ترجمہ: جب بھی گواہوں کو بلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔

گواہی چھپانے کی ممانعت کے حوالے سے ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ ۚ وَمَنْ يَّكْتُمْهَا فَاِنَّهٗٓ اٰثِمٌ قَلْبُهٗ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ﴿۲۸۳﴾ (سُوْرَةُ الْبَقَرة: 283)

ترجمہ: اور گواہی کو مت چھپاؤ اور جس کسی نے اس (گواہی) کو چھپایا تو بے شک اس کا دل گناہ گار ہے اور جو کچھ تم لوگ کرتے ہو، اللہ اُسے

خوب جاننے والا ہے۔

اسلام میں شہادت امانت کی طرح ہے، جس طرح باقی امانتیں پوری کرنا لازم ہے، بالکل اسی طرح گواہی دینا بھی امانت ہے جو ادا کرنا نہایت ضروری ہے۔ گواہی دینا بعض اوقات آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا ہوتا ہے جس کو "عینی شہادت" کہتے ہیں۔ بعض اوقات گواہ کسی چیز کو سن کر شہادت دیتا ہے اس کو "سمعی شہادت" کہتے ہیں اور جب وہ کسی شخص کو اپنی شہادت کی گواہی پر گواہ بنا دیتا ہے تب اس کو "شہادت علی الشہادت"، یعنی گواہی پر گواہی" دینا کہا جاتا ہے

گواہی دینا چوں کہ ایک اعلیٰ منصب و مرتبہ ہے، اس لیے گواہی دینے کے لیے یہ شرط ہے کہ گواہ مسلمان عاقل، بالغ اور عادل ہو۔ اگر دو مرد گواہ نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: اور اپنے مَردوں میں سے دو گواہ بنا لیا کرو پھر اگر دو مرد نہ ہوں تو ایک مرد اور دو عورتیں (گواہ بناؤ) جن کو بھی تم گواہوں کے طور پر پسند کرتے ہو کہ اگر ان دونوں عورتوں میں سے ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے اور جب بھی گواہوں کو بُلایا جائے (تو) وہ انکار نہ کریں۔ (سُوْرَۃُ البقرۃ:282)

گواہی کی اہمیت واضح کرتے ہوئے نبی کریم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے ارشاد فرمایا: اگر لوگوں کو محض دعوے کی وجہ سے ہی سب کچھ دے دیا جائے تو کتنے ہی لوگ خون اور مال کا دعویٰ کر ڈالیں گے، اس لیے دعوے دار کے ذمے گواہ ہیں اور انکار کرنے والے کے ذمے قسم ہے۔ (صحیح بخاری:4470)

جھوٹی گواہی کا وبال

رسولِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ کا ارشاد ہے کہ جھوٹی گواہی بُت پُوجنے کے برابر ہے۔ جھوٹی گواہی بُت پرستی کے برابر قرار دی گئی۔ جھوٹی گواہی، شرک کے برابر کر دی گئی۔ تین بار یہ فرما کر حضورِ اکرم خَاتَمُ النَّبِیّٖنَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَسَلَّمَ نے یہ آیت پڑھی کہ اللہ فرماتا ہے:

ترجمہ: بتوں کی ناپاکی سے بچتے رہو اور جھوٹی باتوں سے پرہیز کرو۔ (سُوْرَۃُ الْحج:30)

سچی اور جھوٹی گواہی کے اثرات

سچی گواہی سے معاشرے میں امن قائم ہوتا ہے۔ بھائی چارے کے جذبات فروغ پاتے ہیں۔ ایک دوسرے کے لیے ایثار کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ رضائے الٰہی کا حصول ممکن ہونے کے ساتھ ساتھ احساسِ ذِمّہ داری جیسے احساسات فروغ پاتے ہیں، جب کہ جھوٹی گواہی سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔ دشمنیاں فروغ پاتی ہیں۔ معاشرے میں بے سکونی پیدا ہوتی ہے۔ معاشرہ بدامنی اور ظلم کا شکار ہو جاتا ہے۔

ہمیں چاہیے کہ اپنی ذِمّہ داری پوری کریں۔ سچی گواہی اور سچے جذبات کو فروغ دیں۔ نہ جھوٹی گواہی دیں اور نہ ہی جھوٹی گواہی کی تحسین کریں۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

-1 درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) گواہی کے لیے قرآنِ مجید میں استعمال ہونے والا لفظ ہے:

(الف) شہادت (ب) یمین (ج) منکر (د) امر

(ii) گواہی دینے والا شخص کہلاتا ہے:

(الف) گواہ (ب) سفارشی (ج) وکیل (د) مظلوم

(iii) کسی بھی معاملے پر گواہی دینے کے لیے مردوں کی تعداد ہونی چاہیے:۔

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iv) آنکھوں دیکھا واقعہ بیان کرنا کہلاتا ہے:

(الف) عینی شہادت (ب) سمعی شہادت (ج) حسی شہادت (د) شهادة على الشهادة

(v) جب صرف ایک گواہ موجود ہو تو گواہی ہے:

(الف) فرض (ب) واجب (ج) مستحب (د) مباح

-2 مختصر جواب دیں:

(i) شہادت کا معنٰی و مفہوم بیان کریں۔ (ii) مرد و عورت کی گواہی کے بارے میں اسلامی احکام تحریر کریں۔

(iii) گواہی کے دوران میں کن دو باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے؟

(iv) عینی شہادت اور سمعی شہادت کی وضاحت کریں۔

(v) سچی اور جھوٹی گواہی کے کوئی سے دو اثرات تحریر کریں۔

-3 تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں گواہی کی اہمیت واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- گواہی کے احکام پر جماعت میں مذاکرہ کریں۔
- قرآنِ مجید میں موجود گواہی کے متعلق آیاتِ مبارکہ تلاش کر کے تحریر کریں۔
- جھوٹی گواہی کی مختلف صورتوں کی نشان دہی کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- سچی گواہی کی عظمت، جھوٹی گواہی کی مذمت اور گواہی چھپانے کی وعید پر گفت گو کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook

3۔ حُقُوقُ الْعِبَاد

ہمسایوں کے حقوق

حاصلاتِ تعلّم

اس سبق کو پڑھنے کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ

- حقوق العباد کا معنیٰ اور مفہوم جان سکیں۔
- قرآن وسنّت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق کی اہمیت وفضیلت کو سمجھ سکیں۔
- ہمسایوں کی اقسام سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- ہمسایوں کے ساتھ حُسنِ سلوک کے متعلق جان سکیں۔
- ہمسایوں کے حقوق پورے کرنے کے مختلف پہلوؤں کو سمجھ سکیں۔
- ہمسایوں کے حقوق ادا کرنے کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- اپنی عملی زندگی میں ہمسایوں کے حقوق کا خیال رکھتے ہوئے اسے اپنا شعار بنا سکیں۔
- ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی کے دنیوی واخروی نقصانات سے اجتناب کرنے والے بن سکیں۔

Web Version of PCTB Textbook

حقوقُ العباد سے مراد بندوں کے حقوق ہیں۔ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں ہر انسان دوسرے انسان کا محتاج ہوتا ہے، کیوں کہ انسان اپنی بنیادی ضروریات اکیلا پوری نہیں کر سکتا، لہٰذا اسے بعض ذمہ داریاں ادا کرنے سے کچھ حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

قرآن وسنّت کی تعلیمات میں معاشرے کی ترقی کا دارومدار اس بات پر ہے کہ انسان خیر اور بھلائی کے کاموں میں ایک دوسرے کے مددگار بنیں، ان کی ہمدردی، ایثار اور خیر خواہی پر مبنی ہو۔

حقوقُ العباد میں والدین، بہن بھائیوں، عزیز واقارب، اساتذہ کرام اور غیر مسلموں کے حقوق کے ساتھ ساتھ ہمسایوں کے حقوق بھی بنیادی اہمیّت کے حامل ہیں۔

ہمسایوں کے حقوق کی اہمیّت

قرآنِ مجید نے متعدد مقامات پر ہمسایوں کے حقوق کا تذکرہ قرابت داروں کے ساتھ کیا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ (سُوْرَةُ النِّسَاء: 36)

ترجمہ: اور اللہ کی عبادت کرو اور اُس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور والدین کے ساتھ اچھّا سلوک کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اور یتیموں اور مسکینوں اور رشتہ دار پڑوسی اور اجنبی پڑوسی اور پاس بیٹھنے والے اور مسافروں کے ساتھ۔

قرآنِ مجید کی اس آیت کے مطابق پڑوسی کی تین قسمیں ہیں۔

1۔ رشتہ دار پڑوسی　　2۔ قریب رہنے والا پڑوسی　　3۔ تھوڑی دیر کا پڑوسی

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہمسائے کے حقوق کی ادائی کو ایمان کا حصہ قرار دیتے ہوئے تین دفعہ ارشاد فرمایا:

اللہ کی قسم وہ ایمان والا نہیں۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول کون؟ فرمایا: وہ جس کے شر سے اس کا پڑوسی محفوظ نہ ہو۔ (صحیح بخاری:6016)

اسلام کی نظر میں ہمسائے میں صرف ساتھ رہنے والے لوگ شامل نہیں بلکہ ایک محلے میں رہنے والے، کاروباری شراکت دار، ہم سفر اور ہم جماعت، ایک دفتر اور ادارے میں اکٹھے کام کرنے والے تمام افراد ہمسائیگی کے دائرے میں شامل ہیں۔

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے ہمسائے کے حقوق کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ جبریل علیہ السلام مجھے اس طرح بار بار پڑوسی کے حق میں وصیت کرتے رہے کہ مجھے خیال گزرا کہ شاید پڑوسی کو وراثت میں شریک نہ کر دیں۔ (صحیح بخاری:6015)

نبی کریم خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم نے اس بات سے منع فرمایا کہ کوئی شخص اپنے پڑوسی کو اپنی دیوار میں کھونٹی وغیرہ گاڑنے سے روکے۔ (صحیح بخاری:5627)

آداب:

- پڑوسیوں کے ساتھ سلام میں پہل کریں۔
- جب وہ بیمار ہوں تو ان کی عیادت کریں۔
- مصیبت کے وقت ان کی غم خواری کریں۔
- ان کی خوشی میں شرکت کریں۔
- ان کے جنازے میں شرکت کریں۔
- مالی ضرورت کے وقت ان کی مالی مدد کریں۔
- ان کے عیبوں کو چھپائیں۔
- ان کے گھر کے راستے کو تنگ نہ کریں۔
- ان کی اولاد کے ساتھ نرمی سے گفت گو کریں۔
- پڑوسیوں کی غیر موجودگی میں ان کے گھر کی حفاظت کرنے میں غفلت کا مظاہرہ نہ کریں۔
- دین و دنیا کے جس معاملے میں انھیں راہ نمائی کی ضرورت ہو تو اس میں ان کی راہ نمائی کریں۔

حقِ پڑوس صرف یہ نہیں کہ پڑوسی کو تکلیف پہنچانے سے اجتناب کیا جائے، بلکہ پڑوسی کی طرف سے پہنچنے والی تکلیف کو برداشت کرنا بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے۔

معاشرتی اثرات

ہمسایوں کے حقوق کا سب سے بڑا معاشرتی اثر یہ ہے کہ معاشرے میں جاں نثاری کے جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ یہ ہمسایوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاشرتی اثر ہی ہے کہ لوگ ایک دوسرے کے دکھ درد بانٹتے ہیں۔ خوشی اور غم میں شریک ہوتے ہیں۔ جانی اور مالی سطح پر ہر جائز کام میں تعاون کرتے ہیں، جس کی وجہ سے معاشرہ انسانی ہمدردی اور تعاون کی مثال پیش کر رہا ہوتا ہے۔ افرادِ معاشرہ ریاست کی ترقی میں مدد و معاون ثابت ہو رہے ہوتے ہیں یہی ہمدردیاں اور حسنِ سلوک کسی ریاست کو کامیاب بناتے ہیں۔

ہمیں چاہیے کہ ہم ہمسایوں کے حقوق ادا کریں، تاکہ دنیوی اور اخروی زندگی میں کامیاب ہو سکیں اور ہمارا معاشرہ ترقی کی راہ پر گامزن ہو سکے۔

Web Version of PCTB Textbook

مشق

1۔ درست جواب کا انتخاب کریں:

(i) حقوق العباد سے مراد ہے:

(الف) بندوں کے حقوق (ب) اللہ تعالیٰ کے حقوق

(ج) ریاست کے حقوق (د) دوستوں کے حقوق

(ii) قرآنِ مجید کے مطابق پڑوسیوں کی اقسام ہیں:

(الف) دو (ب) تین (ج) چار (د) پانچ

(iii) جس شخص کا ہمسایہ بھوکا ہو اور وہ خود پیٹ بھر کر کھائے، اس میں نہیں ہے:

(الف) ایمان (ب) عمل (ج) علم (د) خوف

(iv) حضرت جبریل علیہ السلام نے کن کے حقوق کی بار بار تاکید فرمائی؟

(الف) ہمسایہ (ب) معذور (ج) مسافر (د) اساتذہ

(v) قرآنِ مجید میں رشتہ داروں کے حقوق کے ساتھ تذکرہ ہے:

(الف) پڑوسیوں کے حقوق کا (ب) غلاموں کے حقوق کا

(ج) معذوروں کے حقوق کا (د) اساتذہ کے حقوق

2۔ مختصر جواب دیں:

(i) حقوق العباد کا معنیٰ اور مفہوم بیان کریں۔

(ii) قرآنِ مجید میں پڑوسی کی کتنی اقسام بیان کی گئی ہیں؟

(iii) ہمسایوں کے دو حقوق بیان کریں۔

(iv) ہمسایوں کے حقوق کے دو معاشرتی اثرات تحریر کریں۔

(v) ہمسایوں کے حقوق کے بارے میں ایک حدیثِ مبارک کا ترجمہ لکھیں۔

3۔ تفصیلی جواب دیں:

(i) قرآن و سنّت کی روشنی میں ہمسایوں کے حقوق واضح کریں۔

سرگرمیاں برائے طلبہ

- قرآنِ مجید میں موجود ہمسایوں کے حقوق کے متعلق آیاتِ قرآنیہ اور احادیثِ مبارکہ تحریر کریں۔

برائے اساتذہ کرام

- ہمارے معاشرے میں ہمسایوں کو تکلیف دینے کی مروّجہ صورتیں کیا ہیں؟ اس موضوع پر مذاکرہ کروائیں۔

Web Version of PCTB Textbook